E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.A 1st Year Islamic Studies

Paper : **First (Block 2) Islam: Taruf aur Buniyadi Taleemat**

Module Name/Title : **Hazrat Muhammad PBUH ki Makki Zindagi Part 3**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	Ms Zeeshan Sarah
PRESENTATION	Ms Zeeshan Sarah
PRODUCER	Mr. Md Aamir Badr

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

محمد ﷺ کی مکی زندگی

(دوسرا حصہ)

پچھلے سبق میں ہم نے نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کے پہلے مرحلہ یعنی نبوت سے پہلے کی زندگی سے واقفیت حاصل کی۔ آج کے سبق میں ہم نبوت ملنے کے بعد سے ہجرت مدینہ تک کے اہم واقعات کو معلوم کریں گے۔ جس میں بچپن سے لے کر جوانی اور نبوت تک کے واقعات کو ہم تفصیل سے جانیں گے۔

آپ ﷺ کی مکی زندگی کو ہم تین مرحلوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱) پہلا مرحلہ نبوت اور خفیہ تبلیغ

۲) دوسرا مرحلہ کھلے عام تبلیغ اور مشرکین کا ردعمل

۳) تیسرا مرحلہ مکہ سے باہر اسلام کی تبلیغ اور ہجرت

آیئے ہم سب سے پہلے بات کرتے ہیں مکی زندگی کے پہلے دور نبوت اور خفیہ تبلیغ پر:

نبوت:

جب نبی کریم ﷺ کی عمر پینتیس برس سے زیادہ ہو چکی تو آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے، دنیا اور دنیا کے کاروبار خصوصا مکہ کے بت پرستانہ ماحول سے آپ کی طبیعت بیزار ہوتی گئی۔ آپ اپنی پیدائش کے مقصد کو جاننے، حقیقی رب، خالق و مالک کو پہچاننے اور اپنی ذات اور کائنات کی تخلیق پر غور کرنے کے لئے مکہ سے تین میل کی دوری پر واقع غار حرا میں چلے جاتے، کئی کئی ہفتے اور مہینے آپ وہاں مصروف عبادت رہتے اور غور و فکر میں اپنا وقت گذارتے تھے۔ ایک رات آپ مصروف عبادت تھے کہ فرشتہ وحی و فرشتہ خدا حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے سامنے نمودار ہوئے اور محمد کو ان کے نام سے پکارا۔ رات کی تاریکی میں انسانوں سے مختلف مخلوق کو اپنے سامنے دیکھ حضور اکرم ﷺ پر خوف طاری ہو گیا۔

حضرت جبریل نے ان سے کہا: اقرا، پڑھ۔ آپ نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے پھر کہا کہ پڑھ، اور آپ نے اپنا جواب دہرایا۔ جب تین دفعہ بھی ایسا ہی ہوا تب حضرت جبریل نے حضور ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر دبوچا اور پھر کہا: ''اقرا باسم ربک الذی خلق (علق) پڑھو، اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا''۔ اس طرح سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیتوں کو حضرت جبریل نے پڑھا۔ اللہ کے رسول نے ان کلمات کو ادا کیا۔ پھر جبریل امین نے حضور ﷺ کو بشارت دی کہ وہ اللہ تعالی کے سچے رسول ہیں جو اس دنیا میں اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی ہی بندگی کی طرف آمادہ کریں اور انھیں حق کی طرف رہنمائی کریں۔ اس طرح سورہ علق کی ابتدائی آیتوں کے نزول کے ساتھ ہی رسول اکرم ﷺ کو ۴۰ سال کی عمر میں سن 610ء میں نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ جس رات آپ پر وحی نازل ہوئی وہ ماہ رمضان کے آخری دس راتوں میں سے کوئی ایک رات تھی، اس لئے اس پورے مہینہ کو بابرکت اور اس رات کو قدر والی رات یعنی شب قدر قرار دیا گیا۔

نزول وحی کے بعد آپ گھبرائی ہوئی حالت میں حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں سارا حال سنایا۔ حضرت خدیجہ ایک سمجھ دار خاتون تھیں، انھوں نے حضور ﷺ کو تسلی دی اور ان کے خوف کو دور کیا، پھر وہ انھیں اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو عیسائی ہو گئے تھے، عبرانی زبان جانتے تھے اور آسمانی کتابوں کا علم رکھتے تھے۔

جب حضرت ورقہ بن نوفل نے حضور ﷺ کی زبانی پورا واقعہ سنا تو آپ پکار اٹھے کہ بلاشبہ تم پر وحی لانے والا وہی ناموس فرشتہ ہے جو حضرت موسی پر

بھی نازل ہوا تھا۔اور یہ فرشتہ صرف انبیاء پر ہی اللہ کا کلام لے کر نازل ہوتا ہے۔اس طرح ورقہ بن نوفل نے حضورﷺ کے نبوت کی تصدیق کی اور فرمایا کہ کاش اس وقت میں توانا ہوتا جب تمہیں تمہاری قوم اس شہر سے نکال باہر کرے گی،اور تمہاری سخت مخالف ہو جائے گی کہ اس سے پہلے جتنے بھی پیغمبر حق لے کر آئے تو ان کے ساتھ ان کے مخالفین نے اسی طرح کا سلوک کیا۔

خفیہ تبلیغ:

پہلی وحی نازل ہونے کے کچھ دنوں بعد تک نزول وحی کا سلسلہ بند ہو گیا،اس دوران حضرت جبریل بار بار حضورﷺ کے سامنے نمودار ہوتے اور انھیں اللہ کے رسول ہونے کا یقین دلاتے۔اس طرح آپ نے یہ حقیقت تسلیم کر لی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔اپنی قوم کی مخالفت کا سامنا کرنے کے لئے بھی آپ ذہنی طور پر تیار ہو گئے،اور اگلی وحی کا انتظار کرنے لگے۔

کچھ دنوں بعد جب آپ بار نبوت کو اٹھانے کے لئے تیار ہو گئے تو آپ پر دوبارہ وحی نازل ہوئی،جس کے بعد وحی کے نزول کا سلسلہ چلتا رہا۔اس بار سورہ مدثر کی ابتدائی 7 آیتیں نازل ہوئیں،ان میں حضورﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کریں،پاک صاف رہیں،گندگی سے دور رہیں، زیادہ حاصل کرنے احسان نہ کریں،اور اپنے رب کی خاطر صبر کریں۔

مکہ پورے عرب میں بت پرستی کا مرکز تھا،لوگ صدیوں سے اپنے آباء واجداد کے مذہب کو اپنائے ہوئے تھے،اگر علی الاعلان آپ ان کے بتوں کو باطل قرار دیتے تو مکہ میں آپ کی مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا،لہذا حکمت کا تقاضہ تھا کہ ابتداء میں آپ خاموشی سے تبلیغ کریں۔اس طرح آپ نے اپنے عزیز ترین رشتہ دار اور دوست احباب کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔سب سے پہلے جنھوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا ان میں آپ کی محبوب زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ بنت خویلد،آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی جو بہت چھوٹے تھے،آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ اور آپ کے سب سے عزیز دوست حضرت ابوبکر صدیق ایمان لائے۔

خفیہ تبلیغ کا یہ سلسلہ 3 سال تک جاری رہا،اس دوران کل 40 لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔جن میں کمزور طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد بھی تھے،اور قبیلہ کے اعلی ترین خاندان کے افراد بھی۔ان میں حضرت عثمان بن عفان،حضرت زبیر بن العوام،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف،سعد بن ابی وقاص،طلحہ بن عبید اللہ،بلال حبشی،سعید بن زید اور ان کی بیوی فاطمہ بنت خطاب جو حضرت عمر بن خطاب کی بہن تھیں،ان کے علاوہ حضرت ارقم،عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

کھلی تبلیغ کا حکم

تین سال تک نبی کریمﷺ خفیہ طور پر راز داری سے اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے،اب جب کہ مسلمانوں کی ایک مختصر جماعت تیار ہو چکی تو 3 سال بعد آپ کو حکم ہوا کہ اب کھلے طور پر پہلے اپنے رشتہ داروں کو اور مکہ کے لوگوں کو دعوت عام دیں۔

چنانچہ دو مرتبہ آپ نے بنو ہاشم کے لئے دعوت کا اہتمام کیا۔پہلی دعوت میں وہ کچھ نہ بول سکے،لیکن دوسری دعوت میں آپ نے توحید اور رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔لیکن سوائے آپ کے چچا ابوطالب کے تمام نے آپ کی مخالفت کی،خاص طور سے ابولہب ان میں پیش پیش تھا۔

صدائے حق کوہ صفا پر

بنو ہاشم کے بعد آپﷺ نے مکہ کے تمام خاندانوں اور قبائل کو توحید کی عوت دینے کے لئے مکہ کی روایت کے مطابق صفا کی پاڑی پر چڑھ گئے،اور تمام قبائل قریش کو نداء دینے لگے،جب سارے لوگ اکٹھا ہو گئے تو آپﷺ نے سب سے پوچھا کہ اگر تم سے یہ کہوں کہ مکہ کی وادی میں ایک بڑا لشکر جمع ہے جو

مکہ پر چڑھائی کرنے والا ہے تو کیا تم میرا یقین کرو گے؟ سب نے ایک آواز میں کہا کہ ہاں یقین کریں گے کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا ہی پایا ہے۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک سخت ترین عذاب سے خبردار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں، اس طرح آپ نے تمام قبائل پر اپنی نبوت کا اظہار کیا اور انھیں توحید کی دعوت دی۔

مشرکین وکفار کا ردعمل

جب حضور ﷺ نے کھلے عام اسلام کی تبلیغ شروع کی تو کفار ومشرکین مکہ کی سخت مخالفت کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا، سب سے پہلے انھوں نے مسلمانوں کا مذاق بنانا شروع کیا، وہ انھیں ذلیل ورسوا کرتے اور اسلام اور محمد ﷺ کے بارے میں بری بری باتیں کرتے تاکہ مسلمانوں کا دل ٹوٹے اور وہ اس ذلت سے بچنے کے لئے اسلام کو چھوڑ دیں۔

جب مسلمان اسلام سے نہ پھرے تب انھوں نے مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کردیں، قریش کے 25 سرداروں کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور ابولہب کو اس کا سردار بنایا گیا. ابولہب کی سرداری میں تمام آپس میں مشورہ کرتے اور مسلمانوں کو ستانے اور پریشان کرنے کے نئے نئے طریقے سوچنے لگے۔

حضرت عثمان بن عفان کا چچا انھیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتا تھا، حضرت مصعب بن عمیر جن کی بہت ہی نازوں سے پرورش ہوئی تھی، اسلام لانے کے بعد ان کا کھانا پانی بند کردیا گیا اور گھر سے نکال دیا گیا۔ بھوک اور پیاس سے آپ کی یہ حالت ہوگئی کہ جسم کی ہڈیاں نظر آتی تھیں۔ حضرت بلال حبشی کو ان کا مالک امیہ بن خلف دن کی تیز دھوپ میں تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیتا اور ان پر بھاری پتھر رکھ دیتا کہ وہ ہل بھی نہ پائیں، ان کی گردن میں رسی باندھ کر اسے شیطانی لڑکوں کے ہاتھ دے دیتا اور وہ انھیں مکہ کی گلیوں میں کھینچتے پھرتے، یہاں تک کہ رسی ان کے گردن کو کاٹتی رہتی اور زخم گہرا ہوتا جاتا۔

حضرت بلال کی طرح عمار بن یاسر، اور ان کے والدین بھی غلام تھے، جب خاندان عمار نے اسلام قبول کیا تو ابوجہل نے ان پر ظلم کی انتہا کردی، حضرت عمار کی بوڑھی والدہ حضرت سمیہ کو اس بے دردی سے نیزہ مارا کہ وہ شہید ہوگئیں، اس طرح وہ اسلام کی راہ میں جان دینے والی پہلی خاتون شہیدہ ہونے کا شرف حاصل کرلیں۔

محسن انسانیت کی ذات مبارک بھی مشرکین کی ایذا رسانیوں سے محفوظ نہیں تھی، بلکہ سب سے پہلے انھیں ہی قریش کے ظلم وجور کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ نبوت سے پہلے ابولہب کے دونوں بیٹوں کا نکاح حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں رقیہ اور ام کلثوم سے ہوا تھا، لیکن اسلام دشمنی میں ابولہب نے اپنے بیٹوں کو طلاق دلوادی۔ مشرکین آپ کو وہ نعوذ باللہ پاگل، کاہن اور جادوگر کہہ کر پکارتے تھے، آپ کے کردار اور تعلیمات قرآنی سے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے تاکہ لوگ اسلام قبول کرنے سے باز رہیں۔ آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے، کعبہ اللہ میں آپ نماز پڑھتے تو اونٹ کی اوجھری آپ کی پیٹھ پر لاددی گئی حتی کہ آپ اٹھ نہیں پاتے، ایک مرتبہ نماز کے لئے کھڑے ہی ہوئے تھے کسی نے آپ کے گلے میں رسی ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپ زمین پر آگرے۔

ان تمام حرکتوں کے علاوہ آپ کے سب سے بڑے حمایتی ابوطالب کو بھی مشرکین مکہ نے حضور ﷺ کی حمایت سے باز رکھنے کی کوشش کی، ابوطالب نے ایک بار کمزور پڑ گئے اور نبی کریم سے کہا کہ ''بھتیجے، اپنے چچا پر اتنا بوجھ نہ ڈال کہ وہ اسے اٹھا نہ سکے''، یہ سن کر حضور ﷺ کی آنکھیں نم ہوگئیں اور انھوں نے جواب دیا کہ اگر قریش میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند رکھ دیں تب بھی میں ان کے مقابلے میں اسلام کو ہی پسند کروں گا اور کبھی اسلام سے نہیں پھروں گا۔

ہجرت حبشہ

جب مسلمانوں پر مشرکین کا ظلم وستم حد سے بڑھنے لگا تو اللہ کے حکم سے اور محمد ﷺ کی اجازت سے سن 5 نبوی کو مسلمانوں کی ایک مختصر جماعت نے

افریقہ کے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی جس کا موجودہ نام اتھوپیا ہے اس جماعت میں کل گیارہ مرد اور چار عورتیں شامل تھیں۔۔حبشہ کا بادشاہ عیسائی تھا، ج اس کا لقب نجاشی تھا، وہ بڑا ہی رحم دل اور انصاف پسند بادشاہ تھا، لہذا اس نے مکہ سے آنے والے مسلمانوں کو اپنے یہاں پناہ دی۔مسلمان وہاں بلاخوف وخطر اپنے ایمان کا اظہار کرتے اور اسلامی تعلیمات پر عمل بھی کرتے رہے۔نجاشی کی اس صلہ رحمی کا نتیجہ تھا کہ اگلے سال مسلمانوں کی دوسری جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، اس بار اس جماعت میں کل 72 مرد اور 18 عورتیں شامل تھیں۔قریش کو اس ہجرت کی خبر ہوئی تو انھوں نے عمرو بن عاص (جنھوں نے اب تک اسلام قبول نہیں کیا تھا) اور عبداللہ بن ربیعہ کو حبشہ کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ مہاجرین کو اپنے ساتھ واپس لائیں۔وہ لوگ نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اور انھیں مجرم قرار دیا۔نجاشی نے مسلمان مہاجرین سے دریافت کیا تو حضرت جعفر نے پوری سچائی بتائی اور نجاشی کو اسلام سے واقف کرایا۔نجاشی حضرت جعفر بن ابی طالب کی تقریر سے بہت متاثر ہوا، اور قریش کے ان دو قاصدوں کو نامراد واپس لوٹا دیا۔

اس ہجرت کے بعد قریش کا غصہ بڑھ گیا، اور انھوں نے اپنے ظلم میں مزید اضافہ کر دیا۔6 نبوت کو جب کہ قریش کا ظلم وجور عروج پر پہنچا، اسی سال اللہ تعالی نے مسلمانوں کی طاقت کو بڑھانے کا انتظام بھی کر لیا، اور اللہ کی ہدایت سے آپ کے چچا حضرت حمزہ اور حضرت عمر بن خطاب بھی اسلام کے آغوش میں آ گئے، جن کے قبول اسلام سے مکہ میں مسلمانوں کو تقویت ملی اور مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

مسلمانوں کا سماجی بائیکاٹ

مشرکین نے ہر طرح سے مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے اور اسلام کی تبلیغ سے باز رکھنے کی کوشش کر لی لیکن ناکامی ہی ہاتھ آئی، لہذا قریش نے اب منصوبہ بنایا کہ وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے ہر طرح کا تعلق قطع کر لیں گے، نہ ان کے ساتھ تجارت کریں گے، اور نہ شادی بیاہ، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا، خرید وفروخت، بات چیت، سب بند کر دیں گے۔اور یہ بائیکاٹ اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک کہ بنو ہاشم حضورﷺ کو مشرکین کے حوالے نہ کر دیں، مسلمانوں نے اس کا انکار کیا، اور 7 نبوی کو ابو طالب کی سرکردگی میں ایک گھاٹی میں آ گئے، جس کا نام شعب ابی طالب تھا۔

کل 3 سال تک مسلمان اس گھاٹی میں کسمپرسی کی حالت میں رہے، کسی سے بھی میل جول نہیں تھا، کھانے کی اتنی کمی تھی کہ ہفتوں فاقہ رہتا تھا، اس حالت میں بھی نبیﷺ اور دیگر مسلمان حج کے موسم میں گھاٹی سے باہر نکلتے اور باہر سے آنے والے حجاج کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔3 سال بعد قریش کے چند رحم دل سرداروں کو بنو ہاشم کی یہ حالت دیکھی نہیں گئی، اور انھوں نے بائیکاٹ ختم کرنے کا اعلان کر دیا، اس طرح 10 نبوی کو یہ سماجی مقاطعہ ختم ہوا۔

10 نبوت کے اہم واقعات

غم کا سال

نبوت کا 10 واں سال مسلمانوں اور خصوصا محمدﷺ کے لئے بہت ہی سخت گذرا، اس سال جہاں شعب ابی طالب کی گھاٹی سے مسلمان آزاد ہوئے، لیکن آسمان نبوت کے دو اہم ستارے ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئے۔حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا۔آپ کے لئے یہ غم بہت بڑا تھا، اس لئے اس پورے سال کو حضورﷺ نے عام الحزن یعنی غم کا سال قرار دیا۔

سفر طائف

اسی سال حضورﷺ نے مکہ سے باہر اسلام کی دعوت پہنچانے کی کوشش کی، چنانچہ نبیﷺ اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے ساتھ مکہ سے 60 میل دور ایک مقام طائف تشریف لے گئے، وہاں قبیلہ بنو ثقیف کی آبادی رہتی تھی۔آپ طائف کے تین بڑے سرداروں کے سامنے اسلام پیش کیا، لیکن تینوں ہی

جگہ آپ کو جھٹلا دیا گیا، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ چند لڑکوں کو حضورﷺ کے پیچھے لگا دیا جو آپ اور حضرت زید کے پیروں پر پتھر مارتے جاتے تھے، اور انھیں ستاتے جاتے، حتی کہ حضورﷺ کے پاؤں مبارک لہولہان ہو گئے۔ آپ کو اللہ نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا، لہذا آپ نے اس سختی کا بدلہ بھی نرمی سے دیا۔ اہل شہر کے پتھر کھا بھی کر ان کے حق میں دعائے خیر کی اور مکہ واپس لوٹ آئے۔

مکہ میں چونکہ آپ کے دو بڑے حمایتی یعنی ابو طالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا تھا لہذا اب قریش بلا کسی رکاوٹ کے حضورﷺ کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ لہذا آپ نے مکہ میں ایک شخص مطعم بن عدی سے پناہ کی درخواست کی، جسے مطعم نے قبول کیا اور حضورﷺ اور زید کو اپنی پناہ میں لیا۔

تحفہ معراج

ان حالات میں جبکہ حضور کو غم ہی غم ملتے جا رہے تھے، لہذا آپ کی دل جوئی کرنے اور آپ کی نبوت کو بلندگی عطا کرنے کے لئے ۱۰ نبوی میں حضورﷺ کو معراج کا تحفہ ملا۔ حضرت جبریل نے ایک رات میں آپ کو ساتوں آسمانوں کی سیر کروائی اور سدرۃ المنتہی تک لے گئے، جہاں حضورﷺ کو اللہ نے کچھ انعامات دئے، ان میں پانچ نمازوں کی فرضیت کا تحفہ بھی تھا۔

کل عرب میں اسلام کی دعوت

۱۰ نبوی ذی قعدہ کا مہینہ تھا اور اگلے ہی ماہ ذی الحجہ تھا، لہذا حج کرنے کے لئے تمام عرب قبائل کی مکہ میں آمد ہونے لگی۔ رسول کریمﷺ نے وقت ضائع کئے بغیر ان قبائل کے جتھوں میں رات کے اوقات میں تشریف لے جاتے اور اسلام کی دعوت دیتے، بہت سے اشخاص سے انفرادی طور پر بھی حضورﷺ کی ملاقات ہوئی جنھوں نے اسلام قبول کیا، اور حج کے بعد اپنے اپنے قبیلوں میں واپس جانے کے بعد اسلام کی تبلیغ بھی کی، ان افراد میں نمایاں حضرت سوید بن صامت، حضرت ایاس بن معاذ، حضرت ابوذر غفاری، حضرت طفیل بن عمرو دوسی، حضرت ضماد ازدی، وغیرہ شامل ہیں، ان میں سے اکثر کا تعلق یثرب یعنی مدینہ سے تھا۔

بیعت عقبہ اولی

اگلے سال یعنی ۱۱ نبوت کو موسم حج میں حضورﷺ نے اپنی دعوتی کاوشوں کو مزید تیز کر دیا، اس دفعہ یثرب کے قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا اور حضورﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ یثرب میں اسلام کی تبلیغ کریں گے۔

چنانچہ اس کا بہترین نتیجہ نکلا اور اگلے سال یعنی ۱۲ نبوت کو ذی الحجہ کے مہینے میں یثرب سے ۱۲ آدمی حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جن میں ۱۰ افراد کا تعلق قبیلہ خزرج اور ۲ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا، ان افراد نے منی کے قریب علاقے میں عقبہ کے پاس حضورﷺ سے ملاقات کی اور حضورﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بیعت بیعت عقبہ اولی کہلائی۔ ان لوگوں کی گذارش پر حضرت مصعب بن عمیر کو اپنا سفیر اور معلم بنا کر گروہ یثرب کے ساتھ روانہ کیا، تا کہ وہ وہاں کے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے واقف کرا سکیں۔

بیعت عقبہ ثانی

اگلے سال ۱۳ نبوی کو یثرب کے ۷۰ مسلمان حج کرنے مکہ آئے اور عقبہ کے مقام پر حضورﷺ سے ملاقات کی، جس میں انھوں نے حضورﷺ کو مدینہ ہجرت کی دعوت دی اور اس بات کا یقین دلایا کہ وہ ہر حالت میں حضورﷺ کی جان کی حفاظت کریں گے، اور مسلمانوں کو ایسا پر امن ماحول فراہ کریں گے کہ وہ آسانی سے اپنے دین پر عمل کر سکیں۔

چنانچہ حضورﷺ اس پر راضی ہو جاتے ہیں، اور ہجرت مدینہ کی دعوت کو قبول کر لیتے ہیں، اس بیعت کے وقت آپ کے چچا حضرت عباس بھی آپ کے

ساتھ تھے۔

اس بیعت کے بعد حضورﷺ نے ان ۷۰ افراد میں سے ۱۲ لوگوں کو کا انتخاب کیا اور انھیں اپنا نقیب بنا کر یثرب روانہ کیا کہ وہ وہاں مختلف قبائل اور گروہ میں جا کر اسلام کی تبلیغ کریں، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور ان کی کوششوں سے یثرب کی اکثر آبادی مسلمان ہوگئی۔ یثرب کے مسلمانوں سے بیعت اور ہجرت کے وعدہ کے بعد اللہ کے حکم سے حضورﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت یثرب یعنی ہجرت مدینہ کی اجازت دے دی۔

اس طرح مسلمان انفرادی طور پر یا چھوٹے بڑے گروہ کی شکل میں قریش سے چھپ چھپا کر مدینہ ہجرت کرنے لگے، جب مکہ کے مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد مدینہ پہنچ گئی تو بعد میں اللہ کا حکم ہوا اور محمدﷺ نے بھی اپنے وطن عزیز کو الوداع کہا اور حضرت ابوبکر کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

اختتام

حضورﷺ کی مکی زندگی کا یہ دور مسلمانوں کے لئے سخت ترین گذرا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد کفار و مشرکین کی طرف سے طرح طرح کی مشکلوں اور ظلم و زیادتیوں کا سامنا کرنا پڑا، مسلمان طرح طرح سے ستائے گئے، کیا مرد کیا عورتیں، کیا آقا اور کیا غلام، سبھی لوگ مشرکین کے ظلم کا شکار ہوئے۔ لیکن ہزار آندھی طوفان کے باوجود بھی مسلمانوں نے توحید کی شمع اپنے سینوں میں جلائے رکھی، یہاں تک کہ اللہ کی مدد آ گئی، بلاشبہ یہ ایمان کی ہی طاقت تھی کہ حق باطل کے سامنے ڈٹے رہے۔

عزیز طلبہ، یہ تھی حضورﷺ کی مکی زندگی سے متعلق تفصیلات۔ آج کے سبق میں ہم نے نبوت، تبلیغ اسلام کے مختلف ادوار، مکہ اور مدینہ میں اسلام کی تبلیغ اور ہجرت مدینہ تک کے احوال تفصیل سے معلوم کئے۔

مزید معلومات کے لئیپ اسکرین پر نمایاں کتابوں سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں:

الرحیق المختوم:	مولانا صفی الرحمان مبارک پوری
رحمت عالم:	سید سلیمان ندوی
سیرت سرور عالم (پہلی جلد):	مولانا ابولاعلی مودودی
رحمت للعالمین:	قاضی سلیمان منصور پوری
ضیاء النبی:	پیر محمد کرم شاہ ازہری

آج کے لئے اتنا ہی۔ ملتے ہیں اگلے سبق میں، ایک نئے عنوان کے ساتھ، تب تک کے لئے میں ذیشان سارہ آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔ آداب۔